ترتیب: ادارہ

حکومت اور دینی مدارس

دینی مدارس کے بارے میں ایک سرکاری رپورٹ

ملک بھر میں تمام دینی اداروں کا مکمل طور پر کریک ڈاؤن ممکن ہے نہ کسی انتظامی ایکشن سے سو فیصد دینی ادارے بند کیے جا سکتے ہیں۔ اس بارے میں صوبوں کے محکمہ داخلہ کے حکام کی طرف سے وفاقی حکومت کو پچھلے دنوں آگاہ کیا گیا ہے کہ اس وقت ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۰ لاکھ سے زائد بچے پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں قائم مختلف اداروں میں دینی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں جبکہ ان اداروں کی تعداد کئی ہزار ہے جس میں سے ۱۰ فیصد کے قریب ایسے ادارے ہیں جن کے بارے میں مختلف حساس اداروں کے توسط سے حکومت کو یہ اطلاعات مل چکی ہیں کہ ان کے ہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جہاد کی تربیت بھی دی جاتی ہے اور اس حوالے سے انہیں اس میں بطور نوجوان اور مسلمان کے بھرپور حصہ لینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ان دس فیصد میں سے ۸۷ فیصد اداروں کے پاس ہر قسم کا اسلحہ وغیرہ موجود ہے جس کے بارے میں پولیس اور دیگر اداروں کے پاس مکمل معلومات ہیں۔ ذرائع کے مطابق وفاقی حکومت کو بعض ذمہ دار حلقوں کی طرف سے یہ تجویز بھی دی گئی ہے کہ حکومت بھی مختلف علماء کرام کی خدمات حاصل کر کے سرکاری سرپرستی میں ''دار العلوم'' کی طرز پر ایک ادارہ قائم کرے جس میں نوجوان نسل کو جدید ترین نصاب کے ساتھ اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جا سکے۔ اس ادارے کی شاخیں پہلے مرحلے میں چاروں صوبوں اور پھر مختلف اہم مقامات پر قائم کی جائیں۔ ان ذرائع کے مطابق وفاقی حکومت کو یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ کسی بھی غیر ملکی دباؤ پر دینی اداروں کا کریک ڈاؤن شروع کرنے کے بجائے ان کو جدید ترین نصاب تعلیم رائج کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ان اداروں کے حالات بہتر بنانے کے لیے حکومت خود اپنے وسائل سے ضروری اقدامات کرے۔ اس کے علاوہ معروف دینی اداروں کو مختلف تعلیمی بورڈز سے منسلک کرنے کے لیے بھی اقدامات کرنے پر غور کیا جانا چاہیے۔ ان ذرائع کے مطابق اس وقت مختلف دینی اداروں میں ۶۰ فیصد سے ۷۰ فیصد طالب علم وہ ہیں جو کئی وجوہ کی بنا پر بے سہارا ہیں لیکن یہ دینی ادارے ان کی پرورش اور سرپرستی کر رہے ہیں۔ حکومت کو اس سلسلے میں بھی ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے بے سہارا اور یتیم بچوں کو تعلیم و تربیت کے بہتر سے بہتر مواقع فراہم کیے جا سکیں۔ (نوائے وقت، ۱۳ دسمبر ۲۰۰۱ء)

دینی مدارس کے وفاقوں کا مشترکہ اعلان

ملک بھر کے تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کی تعلیمی تنظیمات کے اجلاس میں وفاق المدارس العربیہ کے صدر مولانا سلیم اللہ خان اور ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، رابطۃ المدارس الاسلامیۃ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالمالک اور مولانا فتح محمد مہتمم جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ، تنظیم المدارس پاکستان کے صدر مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور ناظم اعلیٰ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی، وفاق المدارس الشیعہ کے سیکرٹری جنرل مولانا سید محمد عباس نقوی اور مولانا محمد افضل حیدری، وفاق المدارس السلفیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد یونس اور جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم نے شرکت کی۔ مرکزی میڈیا سیل کے مطابق اجلاس کی صدارت رابطۃ المدارس الاسلامیۃ پاکستان کے صدر مولانا عبدالمالک نے کی۔ ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان'' کے رابطہ سیکرٹری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے دینی مدارس کے خلاف عالمی سازش پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس کے خلاف متحدہ جدوجہد کی ضرورت پر زور دیا اور مدارس کے سلسلے میں سرکاری حلقوں کی جانب سے مجوزہ اقدامات پر تنقید کی۔

اجلاس سے مولانا سلیم اللہ خان، مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مولانا عبدالمالک، مولانا سید عباس نقوی اور مولانا محمد یونس نے بھی خطاب کیا۔ شرکا نے اس موقف کا اعادہ کیا کہ مدارس اپنے عظیم ماضی کی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ہمت و استقامت کے ساتھ دین اسلام کی ترویج اور ملک وملت کی تعمیر میں اپنا سفر جاری رکھیں گے اور اس کی راہ میں ہر قسم کی اندرونی اور بیرونی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مدارس دینیہ کی آزادی وخود مختاری کا ہر قیمت پر دفاع کیا جائے گا اور کسی بھی قسم کی حکومتی مداخلت ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔ مختلف حلقوں کی جانب سے مدارس دینیہ پر لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات مخصوص اہداف حاصل کرنے کے لیے غیر ملکی اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈا کا حصہ ہیں جن کو کلی طور پر رد کیا جاتا ہے اور اس لب ولہجہ کی سخت مذمت کی جاتی ہے۔ حکومتی حلقوں کی جانب سے کیے جانے والے گمراہ کن اور بے بنیادی پراپیگنڈے کے جواب میں حقائق کو واضح کرنے، رائے عامہ کو دینی مدارس کی عظمت سے آگاہ کرنے اور دینی اداروں کی گراں قدر خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے پورے ملک میں صوبائی دارالحکومتوں میں صوبائی کنونشن اور مرکزی سطح پر اسلام آباد میں تحفظ عظمت مدارس کنونشن منعقد کیے جائیں گے۔ پہلا صوبائی کنونشن جامعہ نعیمیہ لاہور میں ۶ جنوری کو، دوسرا صوبائی کنونشن بنوری ٹاؤن کراچی میں ۲۰ جنوری کو، تیسرا صوبائی کنونشن جامع مسجد درویش پشاور میں ۳ فروری کو منعقد ہوگا۔ مرکزی کنونشن ۱۰ فروری کو اسلام آباد میں منعقد ہوگا جس میں تمام مکاتب فکر کے ہزاروں مدارس دینیہ کے لاکھوں علماء کرام، طلباء اور ملت کے نمائندہ وفود شریک ہوں گے۔ اجلاس میں وہ قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ مظلوم افغان بھائیوں کی حمایت اور عالمی دہشت گرد امریکہ کے مظالم کے خلاف حالیہ احتجاجی تحریک کے تمام

قائدین قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، لیاقت بلوچ، مولانا عطاء المومن بخاری، مولانا سمیع الحق اور تمام گرفتار شدگان کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ملک کے معروف سکالر اور جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو خطابت کے منصب سے برطرف کرنے کی ناروا کارروائی کو منسوخ کر کے انہیں ان کے عہدے پر فوری طور پر بحال کیا جائے۔ ایک اور متفقہ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فوری طور پر وطن عزیز سے غیر ملکی فوجوں کو نکالے اور قومی امور میں واضح طور پر کی جانے والی بیرونی مداخلت کو ختم کرے۔ (روزنامہ اوصاف، ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء)

حدود آرڈی نینس، لاہور ہائی کورٹ اور اسلامی نظریاتی کونسل

لاہور ہائی کورٹ نے اجتماعی بداخلاقی کے مجرموں کو موت سے کم سزا نہ دینے سے متعلق قانون کے بارے میں شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کو حدود آرڈی ننس کی دفعہ ۱۰(۴) میں ترمیم کا جائزہ لینے کی ہدایت کر دی ہے۔ اس ضمن میں مسٹر جسٹس خواجہ محمد شریف اور مسٹر جسٹس ایم نعیم اللہ شیروانی نے قرار دیا ہے کہ جب قتل جیسے سنگین مقدمات میں مجرم کو عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے تو اجتماعی بداخلاقی کے مجرموں کے کم از کم عمر قید کی سزا مقرر کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ فاضل جج نے قرار دیا کہ ہمیں بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اجتماعی بداخلاقی کے ایسے مقدمات جن کے مجرم عمر قید کے مستحق ہوتے ہیں، ہم ان کے لیے کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ قانون انہیں موت سے کم سزا دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے کی نقل وفاقی سیکرٹری قانون کو بھجواتے ہوئے ہدایت کی ہے کہ معاملہ حکومت کے ذمہ داروں کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ ترمیم کے ذریعے اجتماعی بداخلاقی کے مجرموں کے لیے موت کے ساتھ عمر قید کی سزا بھی مقرر کی جا سکے۔ فاضل بنچ نے کہا کہ زیر نظر کیس میں ہم اپیل کنندگان کی سزائے موت کو عمر قید میں بدلنا بھی چاہیں تو ایسا نہیں کر سکتے۔ زیر نظر کیس میں بداخلاقی کا نشانہ بننے والی کنیز بی بی اور اس کے والدین نے مجرموں کو معاف کر دیا ہے لیکن یہ جرم ناقابل راضی نامہ ہونے کی وجہ سے مجرموں کو نہیں چھوڑا جا سکتا تاہم عدالت ان کے لیے اتنا ضرور کر سکتی تھی کہ ان کی موت کی سزا کو عمر قید میں بدل دیتی لیکن قانون نے عدالت کے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ پنڈی بھٹیاں کے ارشاد اور اشرف منظور کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے کنیز بی بی سے اجتماعی بداخلاقی کے جرم میں موت کی سزا سنائی تھی جس کے خلاف مجرموں نے اپیل دائر کی تھی۔ دوران سماعت اپیل کنندگان کے وکیل نے نکتہ اٹھایا کہ ایک مجرم ارشاد کی عمر وقوعہ کے وقت اٹھارہ سال سے کم تھی اور مروجہ قانون کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر نابالغ ملزم کو موت کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ فاضل بنچ نے یہ اعتراض مسترد کر دیا اور قرار دیا کہ ۱۸ سال سے کم عمر کے مجرم کو سزائے موت نہ دینے کا اصول حدود کے مقدمات پر لاگو نہیں ہوتا۔ ایسا کم عمر مجرم جو بداخلاقی کی صلاحیت رکھتا ہوا سے بالغ تصور کیا جائے گا اور اسے پوری سزا ملے گی۔ فاضل بنچ نے اپیل مسترد کر دی تاہم اپنی آبزرویشنز کے ساتھ فیصلہ کی نقل وزارت قانون کو بھجوا دی ہے۔ (روزنامہ پاکستان، ۸ دسمبر ۲۰۰۱ء)